قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعرات یکم اپریل 2021ء | 18 شعبان 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:78

ارشاد باری تعالیٰ

اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَالۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَجَادِلۡہُمۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّکَ ہُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِیۡلِہٖ وَہُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُہۡتَدِیۡنَ۔

(النحل: 126)

ترجمہ: اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دے اور ان سے ایسی دلیل کے ساتھ بحث کر جو بہترین ہو۔ یقیناً تیرا رب ہی اسے جو اس کے راستے سے بھٹک چکا ہے سب سے زیادہ جانتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کا بھی سب سے زیادہ علم رکھتا ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے جو بات بیان فرمائی وہ حکمت کے ساتھ تبلیغ ہے۔ یہ حکمت کیا چیز ہے؟ حکمت کے بڑے وسیع معنی ہیں اور کامیاب تبلیغ کے لئے ضروری ہے کہ ان معانی کا ہمیں علم ہو تا کہ اپنی تبلیغ میں ان باتوں کو ہم مدّنظر رکھیں۔ حکمت کے ایک معنی علم کے ہیں۔ تبلیغ کرنے کے لئے علم بھی ہونا چاہئے۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں ان کو تو بہانہ مل گیا کہ ہمارے پاس علم نہیں ہے اس لئے ہم تبلیغ نہیں کر سکتے۔ اس زمانے میں یہ بہانہ بھی کوئی بہانہ نہیں ہے۔ ہمیں علمی لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسے دلائل سے لیس کر دیا ہے اور جماعتی لٹریچر میں اس علم کو مہیا کر دیا گیا ہے کہ معمولی سی کوشش بھی کافی حد تک علمی مضبوطی عطا کر دیتی ہے۔ پھر سوال و جواب کی صورت میں آڈیو ویڈیو مواد موجود ہے۔ پھر ویب سائٹس ہیں۔ بہت سے لوگ جب ان کو پیغام پہنچایا جائے تو ان میں سے بعض غیر کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے پاس اس وقت لمبی بحث کا وقت نہیں ہے۔ انہیں پمفلٹ بھی دیئے جا سکتے ہیں اور ویب سائٹس کے پتے بھی دے دیں تو جو دلچسپی رکھنے والے ہیں وہ بہت سارے ایسے ہیں جو دلچسپی رکھتے ہیں جس کا ان کے پاس فوری وقت نہیں ہوتا لیکن بعد میں معلومات لے لیتے ہیں۔ بہت سے لوگوں نے مجھے خود بتایا کہ انہوں نے اس طرح معلومات لیں۔ پس ایک تو پہلے اپنا علم بڑھانے کی ضرورت ہے تا کہ جن سے علمی گفتگو ہوتی ہے ان سے اس طریق سے بات کی جائے جس کے معیار پر وہ پورا اترتے ہیں۔ دوسرے یہ پتا ہونا چاہئے کہ اس وقت ہمارے لٹریچر اور ویب

بقیہ صفحہ 5 پر

اس شمارہ میں

- غم کا علاج دُکھ کا مداوا کرے کوئی (منظوم)
- تعارف سورۃ الواقعۃ (56 ویں سورۃ)
- تعارف سورۃ الحدید (57 ویں سورۃ)

رَضِیۡنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَ بِالۡاِسۡلَامِ دِیۡنًا وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا

فرمان رسول ﷺ

اُمِرۡنَا اَنۡ نُکَلِّمَ النَّاسَ عَلٰی قَدۡرِ عُقُوۡلِھِمۡ

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم لوگوں سے ان کے فہم و ادراک کے مطابق بات کیا کریں۔

(کنزالعمال حدیث نمبر 29282)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

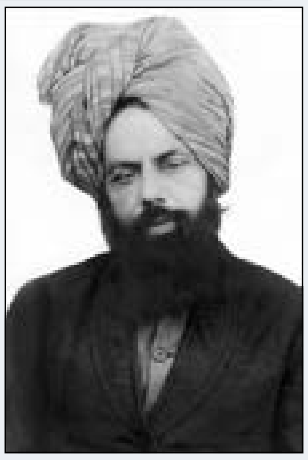

سخت زبان کے استعمال میں حکمت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

خدا جانتا ہے کہ کبھی ہم نے جواب کے وقت نرمی اور آہستگی کو ہاتھ سے نہیں دیا اور ہمیشہ نرم اور ملائم الفاظ سے کام لیا ہے۔ بجز اس صورت کے کہ بعض اوقات مخالفوں کی طرف سے نہایت سخت اور فتنہ انگیز تحریریں پا کر کسی قدر سختی مصلحت آمیز اس غرض سے ہم نے اختیار کی کہ تا قوم اس طرح سے اپنا معاوضہ پا کر وحشیانہ جوش کو دبائے رکھے۔ اور یہ سختی نہ کسی نفسانی جوش سے اور نہ کسی اشتعال سے بلکہ محض آیت وَجَادِلۡہُمۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ (النحل: 126) پر عمل کر کے ایک حکمت عملی کے طور پر استعمال میں لائی گئی۔ اور وہ بھی اس وقت کہ مخالفوں کی توہین اور تحقیر اور بدزبانی انتہا تک پہنچ گئی اور ہمارے سید و مولیٰ، سرورِ کائنات، فخرِ موجودات کی نسبت ایسے گندے اور پُرشر الفاظ ان لوگوں نے استعمال کئے کہ قریب تھا کہ ان سے نقضِ امن پیدا ہو تو اس وقت ہم نے اس حکمت عملی کو برتا۔

(البلاغ، (فریاد درد) روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 385)

ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں:

آیت جَادِلۡہُمۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ کا یہ منشاء نہیں ہے کہ ہم اس قدر نرمی کریں کہ مداہنہ کر کے خلافِ واقعہ بات کی تصدیق کر لیں۔ کیا ہم ایسے شخص کو جو خدائی کا دعویٰ کرے اور ہمارے رسول کو پیشگوئی کے طور پر کذّاب قرار دے اور حضرت موسیٰ کا نام ڈاکو رکھے، راستباز کہہ سکتے ہیں۔ کیا ایسا کرنا مجادلہ حسنہ ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ منافقانہ سیرت اور بے ایمانی کا ایک شعبہ ہے۔

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 305 حاشیہ)

آپ کے قول اور فعل میں پوری مطابقت ہو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

بہت سے مولوی اور علماء کہلا کر ممبروں پر چڑھ کر اپنے تئیں نائب الرسول اور وارث الانبیاء قرار دے کر وعظ کرتے پھرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ تکبّر، غرور، بدکاریوں سے بچو۔ مگر جو اُن کے اپنے اعمال ہیں اور جو کرتوتیں وہ خود کرتے ہیں ان کا اندازہ اس سے کرلو کہ ان باتوں کا اثر تمہارے دلوں پر کہاں تک ہوتا ہے۔ اگر اس قسم کے لوگ عملی طاقت بھی رکھتے اور کہنے سے پہلے خود کرتے تو قرآن شریف میں لِمَ تَقُوۡلُوۡنَ مَالَا تَفۡعَلُوۡنَ (الصّف: 3)۔ کہنے کی کیا ضرورت پڑتی؟ یہ آیت ہی بتلاتی ہے کہ دنیا میں کہہ کر خود نہ کرنے والے بھی موجود تھے اور ہیں اور ہوں گے۔

تم میری بات سن رکھو اور خوب یاد کر لو کہ اگر انسان کی گفتگو سچے دل سے نہ ہو اور عملی طاقت اس میں نہ ہو تو وہ اثر پذیر نہیں ہوتی۔ اسی سے تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی صداقت معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ جو کامیابی اور تاثیر فی القلوب آپ کے حصہ میں آئی اس کی کوئی نظیر بنی آدم کی تاریخ میں نہیں ملتی اور یہ سب اس لئے ہوا کہ آپ کے قول اور فعل میں پوری مطابقت تھی۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 67تا68۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

دربارِ خلافت

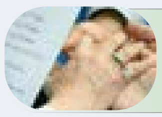

’’اے میرے قادر خدا! اے میرے پیارے راہنما! تو ہمیں وہ راہ دکھا جس سے تجھے پاتے ہیں‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

عمومی طور پر بعض غلط قسم کے رسم و رواج سے ہم بچے ہوئے ہیں لیکن...

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

پس ہر احمدی نوجوان کو خاص طور پر یہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ آج کل کی برائیوں کو میڈیا پر دیکھ کر اس کے جال میں نہ پھنس جائیں ورنہ ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ انہی بیہودگیوں کا اثر ہے کہ پھر بعض لوگ جو اس میں ملوث ہوتے ہیں تمام حدود پھلانگ جاتے ہیں اور اس وجہ سے پھر بعضوں کو اخراج از جماعت کی تعزیر بھی کرنی پڑتی ہے۔ ہمیشہ یہ بات ذہن میں ہو کہ میرا ہر کام خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: بے حیائی ہر مرتکب کو بدنما بنا دیتی ہے اور شرم و حیا ہر حیادار کو حسن و سیرت بخشتا ہے اور اسے خوبصورت بنا دیتا ہے۔ (ترمذی کتاب البر والصلة باب ما جاء فی الفحش والتفحش۔ حدیث نمبر 1974)

پس یہ خوبصورتی ہے جو انسان کے اندر نیک اعمال کو بجالانے اور اس کی تحریک سے پیدا ہوتی ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی شرم دل میں ہو جیسا کہ اس سے شرم کرنے کا حق ہے۔صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں شرم بخشی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: یوں نہیں۔ بلکہ جو شخص شرم رکھتا ہے وہ اپنے سر اور اس میں سمائے ہوئے خیالات کی حفاظت کرے۔ (یہ شرم ہے کہ اپنے دماغ میں آنے والے خیالات کی حفاظت کرو)۔ پیٹ اور جو اس میں خوراک بھرتا ہے اس کی بھی حفاظت کرے۔ موت اور ابتلا کو یاد رکھنا چاہئے۔ جو شخص آخرت پر نظر رکھتا ہے وہ دنیوی زندگی کی زینت کے خیالات کو چھوڑ دیتا ہے۔ پس جس نے یہ طرز زندگی اختیار کیا اس نے واقعی خدا کی شرم رکھی۔ (ترمذی کتاب صفة القیامة والرقائق والورع باب 89/24 حدیث نمبر 2458)

آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان ہے۔

پس ذہن میں آنے والے ہر خیال کو اللہ تعالیٰ کی شرم لئے ہوئے آنا چاہئے۔ اگر کوئی بد خیال آتا بھی ہے تو اسے فوری طور پر جھٹکا جانا چاہئے۔ استغفار کے ذریعہ سے اس کو جھٹکنا چاہئے۔ جب خیالات پاکیزہ ہوں گے تو عمل بھی پاک ہوں گے۔ پھر لغویات ایسے انسانوں پر کوئی اثر نہیں ڈال سکیں گی۔ اسی طرح انسان اپنی روزی کے بھی حلال ذرائع استعمال کرے۔ محنت کرے۔ محنت سے کمائے۔ بجائے اس کے کہ دوسروں کے پیسے پر نظر رکھ کر چھیننے کی کوشش کرے یا غلط طریق سے پیسے کمائے۔ پاکستان وغیرہ میں رشوت وغیرہ بھی بڑی عام ہے یہ سب حلال کی کمائیاں نہیں ہیں۔ آپ نے یہی فرمایا کہ اپنے پیٹ اور اس میں جو خوراک بھرتا ہے اس کی بھی حفاظت کرے۔ پس جائز کمائی سے اپنا بھی اور اپنے بیوی بچوں کا بھی پیٹ پالے اور ایسے ہی لوگ ہیں جو پھر اللہ اور اس کے رسول پر صحیح ایمان لانے والے ہوتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک دعا ہے۔ اللہ کو پانے کے لئے یہ دعا لکھی ہوئی ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ:

’’اے میرے قادر خدا! اے میرے پیارے راہنما! تو ہمیں وہ راہ دکھا جس سے تجھے پاتے ہیں اہل صدق و صفا اور ہمیں ان راہوں سے بچا جن کا مدعا صرف شہوات ہیں یا کینہ یا بغض یا دنیا کی حرص و ہوا‘‘۔ (پیغام صلح۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 439 مطبوعہ ربوہ)

پس ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے عہد کو نبھاتے ہوئے، اپنی بیعت کی حقیقت کو سمجھتے ہوئے حقیقی ایمان لانے والوں میں شامل ہوں۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہم اس نبی کے ماننے والے ہیں جنہوں نے ہمیں صحیح راستہ دکھایا۔ ہمیں اچھے اور برے کی تمیز سکھائی۔ اگر اس کے بعد پھر ہم دنیاداری میں پڑ کر رسم و رواج یا لغویات کے طوق اپنی گردنوں میں ڈالے رہیں گے تو ہم نہ عبادتوں کا حق ادا کر سکتے ہیں نہ نور سے حصہ لے سکتے ہیں۔

قرآن کریم میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے بارے میں یہ فرمایا کہ یَاۡمُرُھُمۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ یَنۡھٰھُمۡ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَ یُحِلُّ لَھُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیۡھِمُ الۡخَبٰٓئِثَ وَ یَضَعُ عَنۡھُمۡ اِصۡرَھُمۡ وَ الۡاَغۡلٰلَ الَّتِیۡ کَانَتۡ عَلَیۡھِمۡ (الاعراف:158) کہ جو اس پر ایمان لانے والے ہیں وہ ان کو نیک باتوں کا حکم دیتا ہے اور انہیں بُری باتوں سے روکتا ہے اور ان کے لئے پاکیزہ چیزیں حلال قرار دیتا ہے اور ان پر ناپاک چیزیں حرام قرار دیتا ہے اور ان سے ان کے بوجھ اور طوق اتار دیتا ہے۔

گردنوں میں جو پھندے پڑے ہوئے ہیں وہ اتار دیتا ہے۔ جو پھندے پہلی قوموں میں پڑے ہوئے تھے، پہلی نسلوں میں پڑے ہوئے تھے، اپنے دین کو بھول کر رسم و رواج میں پڑ کر یہودیوں اور عیسائیوں نے گلوں میں جو پھندے ڈالے ہوئے تھے اب وہی باتیں بعض مسلمانوں میں پیدا ہو رہی ہیں۔ اگر ہم میں بھی پیدا ہو گئیں تو پھر ہم یہ کس طرح دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہم اس وقت آنحضرت ﷺ کے پیغام کو دنیا میں پہنچانے کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہیں۔ پس یہ طوق ہمیں اتارنے ہوں گے۔

پس اس بات کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں کہ ہم اس نبی پر بھی ایمان لائے ہیں جس نے ہمارے لئے حلال و حرام کا فرق بتا کر دین کے بارہ میں غلط نظریات کے طوق ہماری گردنوں سے اتارے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ باوجود ان واضح ہدایات کے پھر بھی بعض طوق اپنی گردنوں پر ڈال لئے ہیں۔

لیکن ہم احمدی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عہد بیعت کے بعد اس حقیقت کو دوبارہ سمجھے ہیں کہ یہ طوق اپنی گردنوں سے کس طرح اتارنے ہیں۔ اللہ کا احسان ہے کہ قبروں پر سجدے سے ہم بچے ہوئے ہیں۔ پیر پرستی سے عموماً بچے ہوئے ہیں۔ بعض جگہ اِکّا دُکّا شکایات آتی بھی ہیں۔ عمومی طور پر بعض غلط قسم کے رسم و رواج سے ہم بچے ہوئے ہیں لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا بعض چیزیں راہ پا رہی ہیں۔ اگر ہم بے احتیاطیوں میں بڑھتے رہے تو یہ طوق پھر ہمارے گلوں میں پڑ جائیں گے جو آنحضرت ﷺ نے ہمارے گلوں سے اتارے ہیں اور جن کو اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اتارنے کی پھر نصیحت فرمائی ہے۔ اور پھر ہم دین سے دور ہٹتے چلے جائیں گے۔ اب ظاہر ہے جب ایسی صورت ہو گی تو پھر جماعت سے بھی باہر ہو جائیں گے۔ کیونکہ جماعت سے تو وہی جڑ کر رہ سکتے ہیں جو نور سے حصہ لینے والے ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول اور کتاب سے حصہ لے رہے ہیں۔ جو اللہ اور رسول اور اس کی کتاب سے حصہ نہیں لے رہے وہ نور سے بھی حصہ نہیں لے رہے۔ جو نور سے حصہ لینے کی کوشش نہیں کر رہے وہ ایمان سے بھی دور جا رہے ہیں۔ تو یہ تو ایک چکر ہے جو چلتا چلا جاتا ہے۔ پس ہر وقت اپنی حالتوں کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ آنحضرت ﷺ جو خود بھی نور تھے اور آسمان سے کامل نور آپؐ پر اترا تھا یہ دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ میرے دل اور میرے دیگر اعضاء میں نور رکھ دے۔ (بخاری کتاب الدعوات باب الدعاء اذا انتبہ من اللیل حدیث نمبر 6316)

یہ دعا اصل میں تو ہمیں سکھائی گئی ہے کہ ہر وقت اپنی سوچوں اور اپنے اعضاء کو، اپنے خیالات کو، اپنے دماغوں کو، اپنے جسم کے ہر حصہ کو اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق استعمال میں لانے کی کوشش کرو اور اس کے لئے دعا کرو کہ ذہن بھی پاکیزہ خیال رکھنے والے ہوں اور عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش کرنے والے ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ایمانوں میں مضبوطی پیدا کرنے والے ہوں۔ اللہ اور اس کے رسول کے قول پر عمل کرنے والے ہوں۔ رسم و رواج سے بچنے والے ہوں۔ دنیاوی ہوا و ہوس اور ظلموں سے دور رہنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کے نور سے ہم ہمیشہ حصّہ پاتے چلے جائیں۔ کبھی ہماری کوئی بدبختی ہمیں اس نور سے محروم نہ کرے۔ (خطبہ جمعہ 15/ جنوری 2010ء)

(الفضل انٹرنیشنل جلد 17 شمارہ 6 مورخہ 5 فروری تا 11 فروری 2010 صفحہ 5 تا 8)

غم کا علاج دُکھ کا مداوا کرے کوئی

غم کا علاج دُکھ کا مداوا کرے کوئی
جب خواب ٹوٹ جائیں تو پھر کیا کرے کوئی

سو سلسلے خیال کے سو رنگ خواب کے
کچھ سوچ کر کسی کی تمنّا کرے کوئی

بُجھتی نہیں ہے پیاس کہ جانے کہاں کی ہے
پیاسی زمیں پہ ابر سا برسا کرے کوئی

آؤں جو ہوش میں تو مٹے بے خودی وہ دے
گرنے لگوں تو مجھ کو سنبھالا کرے کوئی

یارانِ جان و دل کو کوئی جمع پھر کرے
جو بھی ہو جس کا حال سنایا کرے کوئی

جب دل کو اشک و آہ کے ساماں نہ ہوں بہم
اس بے کسی میں یاد نہ آیا کرے کوئی

کیا ہیں یہ لوگ اپنے شجر آپ کاٹ کر
دیتے ہیں پھر دُہائی کہ سایہ کرے کوئی

جو تیرہ بخت ہے نہیں کھلتی ہے اس کی آنکھ
لاکھ آسماں سے روشنی لایا کرے کوئی

اس آدمی کے آپ مسیحا نہ ہوں اگر
کس میں ہے دم کہ اب اسے زندہ کرے کوئی

’’ہے امن اس مکانِ محبت سرائے میں‘‘
جب چاہے آئے شوق سے آیا کرے کوئی

وہ ہے طلسمِ خوابِ نظارہ کہ ایک بار
دیکھے اُسے تو بس اُسے دیکھا کرے کوئی

کر کے سپرد اک نگہِ ناز کو حیات
دنیا کو دین، دین کو دنیا کرے کوئی

چمکیں گے آسمانِ محبت پہ خود علیم
لفظوں کے ٹھیکروں کو ستارا کرے کوئی

عبید اللہ علیم

یہ زندگی ہے ہماری۔ نگارِ صبح کی اُمید میں صفحہ 23۔25

ابو سلطان

تعارف سورۃ الواقعۃ (56 ویں سورۃ)

(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 97 آیات ہیں)

ترجمہ از انگریزی ترجمہ قرآن (حضرت ملک غلام فرید صاحب) ایڈیشن 2003

وقت نزول اور سیاق و سباق

یہ سورۃ، سورۃ ق سے شروع ہونے والے گروپ کی ساتویں اور آخری سورۃ ہے۔ یہ ساتوں سورتیں آنحضرت ﷺ کی نبوت کے ابتدائی زمانہ میں، مکہ میں نازل ہوئیں۔ اس لئے فطرتی طور پر یہ اپنی وضع اور ساخت میں مشابہت رکھتی ہیں مگر جو خاص مشابہت موجودہ سورۃ (الواقعۃ) اور اس سے پہلی سورۃ (الرحمٰن) میں ہے وہ کسی بھی دوسری سورت میں نہیں پائی جاتی۔ سورۃ الرحمٰن میں مذکور مضمون کی تکمیل موجودہ سورۃ میں ہوئی ہے یوں سورۃ الرحمٰن کے بعد اس سورۃ کا رکھا جانا بہترین ترتیب کی مثال ہے۔مثال کے طور پر سورۃ الرحمٰن میں لوگوں کے تین گروہوں کا ذکر ہوا ہے؛

(الف) وہ خاص عباد الرحمٰن جو خدا سے قربت رکھتے ہیں۔

(ب) بالعموم مؤمنین کی جماعت جو خدائی رضا کی متحمل ہے۔

(ج) خدا کے رسولوں کا انکار کرنے والے (جن کا مختصر ذکر کیا گیا تھا)۔

موجودہ سورۃ میں مؤخر الذکر گروہ کا تفصیلی ذکر کیا گیا ہے۔ اس سورۃ کے اہم ترین مضامین میں قیامت، وحی و الہام اور بت پرستی سے بیزاری شامل ہیں۔ ان سب مضامین کا ابتدائی مکی دور میں نازل ہونا جبکہ اولین مخاطب بت پرست قریش تھے، نہایت برمحل بیان ہے جبکہ قریش کے لوگ قیامت اور وحی و الہام پر یقین نہ رکھتے تھے۔ ان ساتوں سورتوں میں اسلام کے شاندار مستقبل کی پیشگوئیاں بھی مذکور ہیں اور ساتھ ساتھ قیامت کے یقینی ہونے کا بیان ہے۔ یوں اسلام کی ترقی کے متعلق پیشگوئیوں کی تکمیل کو قیامت کے برپا ہونے کے لئے بطور دلیل کے پیش کیا گیا ہے۔

مضامین کا خلاصہ

اس سورۃ کا آغاز ایک عظیم اور ناقابلِ تردید واقع کے پُرتحدی بیان سے ہوا ہے، جس کا بیان سابقہ سورۃ میں ہوا ہے کہ یہ واقع ضرور وقوع پذیر ہوگا اور جب رونما ہوگا تو زمین اپنی گہرائیوں سے ہلا دی جائے گی اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔ یوں پرانی دنیا کے باقیات سے نئی دنیا ابھرے گی۔ یوں اس عظیم الشان واقع کے رونما ہونے کے وقت لوگوں کے تین گروہ ہوں گے؛

(الف) وہ خوش قسمت لوگ جو خدا کی قربت سے فیضیاب ہوں گے۔

(ب) ایسے سچے اور مخلص مومنین جو اپنے نیک اعمال کے باعث خدا سے انعام و اکرام حاصل کریں گے۔

(ج) وہ بدقسمت کفار جو اپنے بد اعمال کے باعث موردِ عذاب الٰہی ہوں گے۔

بعد ازاں اس سورۃ میں پہلے دو گروہوں کے مومنین کو ملنے والے الٰہی انعامات اور افضال کی تفصیل بیان کی گئی ہے اور اس کے بعد الٰہی پیغام کا انکار کرنے والوں کو ملنے والے عذاب کا ذکر کیا گیا ہے۔ پھر اس سورۃ میں انسان کی تخلیق اور نطفہ کے قطرہ سے ایک کامل انسانی بچہ کی پیدائش کا ذکر ہے جس کی تفصیل کے بیان کا مقصد انسان کی حیات بعد الموت کا ثبوت فراہم کرنا ہے۔

اپنے اختتام پر یہ سورۃ اپنے ابتدائی مضمون کی طرف عود کرتی ہے اور بتاتی ہے کہ وہ عظیم الشان انقلاب جس کا ذکر اس سورۃ کی ابتداء میں کیا گیا ہے وہ قرآن کریم کے ذریعہ سے برپا ہوگا جو یقینی طور پر خدا کا کلام ہے اور جس کی حفاظت ایک قیمتی خزانہ کی طرح کی گئی ہے۔ اس سورۃ کا اختتام اس خوبصورت وعظ پر ہوا ہے کہ جب ہر طرح کی زندگی کا یقینی اختتام موت ہے جس سے کوئی فرار نہیں ہے تو پھر لوگ کیونکر اس حقیقت سے لاپرواہ ہیں اور خدا کو بھول بیٹھے ہیں؟

ابو سلطان

تعارف سورۃ الحدید (57 ویں سورۃ)

(مدنی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 30 آیات ہیں)

ترجمہ از انگریزی ترجمہ قرآن (حضرت ملک غلام فرید صاحب) ایڈیشن 2003

وقت نزول اور سیاق و سباق

یہ مدینہ میں نازل ہونے والی آخری دس سورتوں میں سے پہلی ہے جو سورۃ التحریم (سورۃ نمبر 66) پر ختم ہوتی ہیں۔ یہ سورۃ فتح مکہ کے بعد نازل ہوئی یا صلح حدیبیہ کے بعد، جیسا کہ آیت نمبر 11 میں الفتح (کامیابی) کے الفاظ سے ظاہر ہے جس میں فتح مکہ کی طرف اشارہ ہے یا بعض کے نزدیک زیادہ موزوں طور پر صلح حدیبیہ مراد ہے۔ مکی سورۃ کا تسلسل جو 34 ویں سورۃ (سبا) سے شروع ہو کر سابقہ سورۃ (الواقعۃ) جو 56ویں سورۃ ہے، تک چلتا ہے سوائے تین سورتوں کے جو مدنی ہیں اور ان کے درمیان میں آتی ہیں جن میں سورۃ محمد، الفتح اور الحجرات شامل ہیں۔ سورۃ الواقعۃ جو 56ویں سورۃ ہے، تک مکی سورتوں کا مضمون مکمل ہو جاتا ہے۔

موجودہ سورۃ سے مدنی سورتوں کا تسلسل شروع ہوتا ہے جو التحریم پر ختم ہوتا ہے۔ سابقہ سورۃ میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ قرآن کریم کتاب مکنون ہے (آیت 79) یعنی اپنی اصلی حالت میں ہے اور رہے گی اور بے عیب ہے اور جس سے مراد دیگر معانی کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ اس میں مذکور تعلیمات قوانین فطرت سے مطابقت رکھتی ہیں اور ساتھ انسانی فطرت، عقل اور شعور سے بھی مطابقت رکھتی ہیں۔

موجودہ سورۃ کی ابتداء الٰہی صفات العزیز اور الحکیم سے ہوئی ہے اور فطری طور پر ایسی ذات جو حکیم اور تمام طاقتوں کا منبع ہے وہ ایسی کتاب ہی نازل کرے گا جو قوانین فطرت اور انسانی عقل وشعور کے مطابق ہوں۔

مضامین کا خلاصہ

سابقہ سات سورتوں میں بالخصوص گزشتہ تین سورتوں یعنی القمر، الرحمٰن اور الواقعۃ میں اس بات کا پر زور اور تشبیہی رنگ میں بار بار ذکر کیا گیا ہے کہ ایک عظیم الشان انقلاب اور احیاءِ نو آپ ﷺ کے ذریعہ ایسی قوم میں برپا ہوگا جو صدیوں سے اخلاقی پسماندگی اور کوڑے کرکٹ میں پڑی رہی اور جس قوم کا مہذب قوموں سے کوئی مربوط تعلق نہ ہے اور جو ایسی قوموں کے نزدیک اچھوت سمجھے جاتے تھے۔

موجودہ سورۃ میں بتایا گیا ہے کہ اس اچھوت سمجھی جانے والی قوم یعنی عرب کی کامیابی اور طاقت کا سورج طلوع ہو چکا ہے اور حق کی باطل پر فتح کے اثرات شروع ہو چکے ہیں۔ مگر اس فتح کے حصول کے لئے چند ضروری شرائط کی پابندی کرنا لازمی ہوگا۔ مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات پر ایک مضبوط اور غیر متزلزل ایمان ہونا لازمی ہے اور اسلام کی تبلیغ کے لئے اپنی جان اور مال کی قربانی سے دریغ نہیں کرنا چاہیئے۔

بعد ازاں مؤمنین کو بتایا گیا ہے کہ طاقت اور کامیابی کے حصول کے بعد انہیں ہرگز اپنی اخلاقیات کو ہاتھ سے نہیں چھوڑنا اور نہ ہی دنیاداری کی لگن میں مشغول ہونا ہے۔ پھر یہ سورۃ اس مضمون کی طرف عود کرتی ہے کہ ابتدائے آفرینش سے خدا کے رسول بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے اور انکے مقصدِ پیدائش کے حصول یعنی خدا کی رضا کی طرف توجہ دلانے کے لئے آتے رہے ہیں جو مذہب سے دور ہٹنے سے اور رہبانیت اختیار کرنے سے حاصل نہیں ہوتی جیسا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ماننے والوں نے سمجھا اور اس راہ کو اختیار کیا بلکہ خدا کی رضا کا حصول قدرتی ذرائع اور قوانین فطرت کے بجا استعمال سے حاصل ہوتا ہے جو خدا نے انسان کی خاطر پیدا کئے ہیں تا کہ وہ انہیں استعمال کرے۔

تبرکات حضرت سید میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ عنہ

رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا

ایک مرتبہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو خبر پہنچی کہ منافق لوگ آپؐ سے سوال کر کے امتحان لینا چاہتے ہیں۔ آپ ظہر کی نماز کے بعد منبر پر تشریف لائے اور قیامت کا ذکر شروع فرمایا کہ اس میں بڑی بڑی باتیں ہوں گی۔ پھر فرمایا جس کو کوئی سوال کرنا ہو پوچھ لے۔ میں اسی وقت جواب دوں گا۔ اور آپ بار بار فرماتے تھے۔ تو عبداللہ بن حذیفہ سہمی کھڑا ہوا اور اس نے آپؐ سے سوال کیا۔ مَنْ اَبِیْ میرا باپ کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا اَبُوْکَ حُذَیفہ۔ تیرا باپ حذیفہ ہے۔ آپؐ بار بار فرماتے تھے کہ جس نے کچھ پوچھنا ہو تو پوچھ لے (آپ کا اشارہ منافقوں کی طرف تھا) جاں نثار صحابہؓ نے جب چہرہ اقدس پر غصہ اور ناراضگی کے آثار دیکھے تو رونے لگ پڑے۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ دو زانو ہو کر بیٹھ گئے اور کہا۔ رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا۔ ہم خدا سے راضی ہوئے۔ ہم نے اس پر اطمینان کیا بوجہ اُس کے رب ہونے کے۔ اسی طرح ہم اسلام جیسے مکمل و اکمل دین کو قبول کر کے راضی ہیں اور ہم راضی ہیں محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) جیسے نبی کو مان کر۔ حضرت عمرؓ کی اس عرض کے بعد آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم خاموش ہو گئے۔ حضرت عمرؓ کا رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا کہنا حق و صداقت سے مملو کلمہ ہے۔ یعنی ہم مطمئن ہیں اپنے خدا کی ذات پر اس کے بوجہ رب ہونے کے۔ کیونکہ وہی ایک ذات والا صفات ہے جو ہماری تمام ضروریات کو پورا کر رہی ہے۔ انسان اگرچہ خاک کا پتلا ہے لیکن وہ پسند نہیں کرتا کہ مٹی اپنے منہ کو لگنے دے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے انسان کی ربوبیت کے لئے اس مٹی میں سے ہزاروں مختلف انواع و اقسام کے پھل پھول پیدا کئے۔ یہ کتنے تعجب کی بات ہے کہ نباتات ایک ہی زمین اور ایک ہی مٹی سے پیدا ہوتے ہیں۔ ایک ہی پانی ہے جس سے وہ سینچے جاتے ہیں۔ ایک ہی ہوا ہے جس میں وہ سانس لیتے ہیں۔ مگر کتنے رنگ برنگ کے پھل پھول، میوے، درخت اُگتے ہیں۔ جن میں سے ہر ایک کا رنگ علیحدہ علیحدہ، مزا جدا جدا اور پتے الگ الگ ہوتے ہیں۔ کیا یہ امر خدا کی شان کو رب الارباب ظاہر نہیں کرتا۔ پھر انسان اپنے بدن پر غور کرے۔ اگر اسے کان دیئے تو ان کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے صدہا اقسام کی آوازیں پیدا کیں۔ آنکھیں عطا فرمائیں تو ان کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے روشنی پیدا کی۔ معدہ دیا تو اس کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ہزاروں قسموں کے کھانے پیدا کئے۔ اسی لئے فرمانِ خدا ہے کہ آتَاکُمْ مِّنْ کُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْہُ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا (ابراھیم:35)۔ اے انسانو! ہم نے تمہیں وہ کچھ عنایت فرمایا جس کی تمہیں ضرورت محسوس ہوئی اور اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ تم خدا کے انعاموں کو گن نہ سکو گے۔

دہریہ جو خدا کی ہستی کا منکر ہے اس سے ہمیشہ یہ سوال پوچھنا چاہئے کہ اگر تمہارے قول کے مطابق یہ دنیا خود بخود مادے سے بنی ہے اور یہ کارخانہ اتفاقی ہے تو یہ آپس میں تلازم کا سلسلہ کیوں قائم و دائم ہے۔ چاہئے تھا کہ کہیں نہ کہیں یہ سلسلہ متلازم ٹوٹ جاتا۔ خدا نے بینائی عطا فرمائی تو ساتھ ہی روشنی بھی پیدا کی۔ جس کی وجہ سے ہماری آنکھیں عجائباتِ قدرت دیکھتی ہیں۔ اگر شنوائی عطا فرمائی تو اس کی ضرورت کو آوازوں کے ساتھ پورا کیا۔ زبان کے ذائقہ کے تقاضے کو پورا کیا۔ پھر انسان کی طبعی خواہش ہوتی ہے کہ میرے بعد میری یادگار باقی رہے۔ تو توالد و تناسل کا سلسلہ جاری کر دیا۔ غرضکہ اگر یہ کارخانہ اتفاقی ہے تو یہ تلازم کہاں سے آ گیا جس میں کبھی بھی سر مُو فرق نہیں ہوتا۔ ربوبیت کے معنے عدم سے وجود میں لانے کے ہیں۔ ہم عدم میں تھے۔ ہمیں وجود میں لا کر پھر مناسب حال ضروریات پوری کرنا۔ ربوبیت کی اعلیٰ ترین مثال یہ ہے کہ ایک نوزائیدہ بچے کو دودھ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے بغیر وہ کسی اور چیز پر زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس کے لئے دنیا میں قدم رکھتے ہی دو کٹورے دودھ کے لبالب بھرے ہوئے اس کے سامنے آجاتے ہیں۔ جو دہریہ کہتا ہے کہ یہ کارخانہ خود بخود اور اتفاقی ہے۔ اس سے ہم سوال کرتے ہیں کہ اگر یہ کارخانہ خود بخود ہے تو یہ تلازم کہاں سے آیا۔ کہیں نہ کہیں تو سلسلہ تلازم کو ٹوٹنا چاہئے تھا۔ پس اقرار کرنا پڑے گا کہ یہ کارخانہ خود بخود مادے سے نہیں بنا بلکہ اس کا صانع وہی ہے جس کے متعلق حضرت عمر نے کہا رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا۔

دوسرا کلمہ حضرت عمرؓ نے یہ کہا۔ رَضِیْنَا بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا۔ ہم راضی ہیں اسلام جیسے دین کو پا کر۔ دنیا کا کوئی مذہب یا ضابطہ ایسا نہیں جو اسلام جیسا مکمل ہو۔ ان تمام مذاہب میں کچھ نہ کچھ خامیاں ضرور ہیں لیکن دین اسلام ایک مکمل قانون اور ضابطہ ہے۔ اسی لئے بعض اوقات مذاہب غیر والوں کو اس بات کی خواہش ہوتی ہے کہ کاش ہم مسلمان ہوتے۔ رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ (الحجر:3)۔ پس ہمیں دنیا کے کسی اور مذہب سے دل لگانے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ رَضِیْنَا بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا۔ ہم خوش اور مطمئن ہیں اسلام جیسے دین کے پیرو ہو کر۔

پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ رَضِیْنَا بِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا۔ حضرت عمرؓ کا یہ قول کس قدر سچا اور حقائق پر مبنی ہے۔ یعنی ہمیں بلاوجہ سوالات کر کے آپ کا امتحان لینا مقصود نہیں جبکہ ہم نے آپ کو کامل و اکمل نبی تسلیم کیا ہے اور آپ کی ذات مبارک میں ہمارے لئے

کامل نمونہ ہے۔ دنیا کے اطوار میں سے کوئی طور ایسا نہیں جس پر آپ نے عمل نہ کیا ہو۔ اسی لئے آپ نے اپنے بعد تاقیامت امت محمدیہ کے لئے اسوۂ حسنہ قائم کیا۔ خدا نے بھی بایں الفاظ وحی مبارک فرمایا۔ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (الاحزاب:22)۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف ہم اپنے آپ کو کس بل بوتے پر منسوب کر سکتے ہیں۔ جبکہ وہ ہمیں یہود اکی اولاد میں سے نہ پائیں گے۔ توریت کا رُوئے سخن صرف ”اے اسرائیل“ اے اسرائیل تک محدود ہے۔ ہم کرشن کی طرف کیسے منسوب ہو سکتے ہیں جبکہ ہندو شودروں کو اپنے میں سے الگ سمجھتے ہیں۔ لیکن داعیٔ اسلام صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو حکم ہوتا ہے۔ قُلْ اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔ اے پیغمبر! کہدو کہ میں بلا استثنیٰ تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں اور آپ سب کے لئے نمونہ ہیں۔ ایک غریب آدمی کہہ سکتا ہے کہ میں نے سلیمان کی شکوہ وحشمت تو دیکھی لیکن اس کی غربت نہیں دیکھی۔ میں اس کو کیسے نمونہ بناؤں۔ اس غریب کے لئے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی غربت نمونہ ہو سکتی ہے۔ آپ ایک زمانہ میں غریب بھی رہے وَوَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی (الضحٰی:9)۔ پھر ایک بادشاہ کے لئے حضرت مسیح نمونہ نہیں ہو سکتے۔ لیکن آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا اسوہ حسنہ اس کو پکار کر کہے گا کہ آ اور میری پیروی کر۔ کیونکہ آپ کو مدنی زندگی میں بادشاہت بھی ملی۔ امریکہ کا کروڑ پتی ہنری فورڈ کیا حضرت مسیح کے متعلق کہہ سکتا ہے رَضِینا بیسوع نبیا۔ تب تو ہنری فورڈ کو اپنی تمام دولت کو خیر باد کہنا ہو گا۔ پھر ایک یتیم کے لئے کون نمونہ ہو سکتا ہے۔ ایک مجرد؟ اور ایک اہل و عیال والے کے لئے کون نمونہ بن سکتا ہے اور اولاد کے ساتھ سلوک کرنے میں کون نمونہ ہو سکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ ان تمام سوالات کا صرف ایک ہی جواب صحیح ہے یعنی سرورِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا وجود باجود۔ اور حضورؐ کی حیاتِ طیبہ کا ایک ایک لمحہ اس پر شاہد ناطق ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد۔

(ادارہ)

غلام مصباح بلوچ

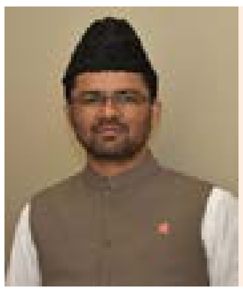

حضرت میاں اکبر علی صاحب رضی اللہ عنہ

حضرت میاں اکبر علی صاحب رضی اللہ عنہ کا آبائی گاؤں بہادر ضلع گورداسپور تھا۔ آپ 1895ء میں پیدا ہوئے اور پیدائشی احمدی تھے۔ آپ کے والد حضرت مولوی محمد علی صاحب الراعی رضی اللہ عنہ (وفات: 3/مئی 1961ء مدفون بہشتی مقبرہ ربوہ) 1895-1894ء کے قریب احمدیت کے ساتھ وابستہ ہو چکے تھے۔ بعد ازاں لاہور کے قریب اراضی ملنے پر لاہوری بھی کہلاتے تھے۔ حضرت میاں اکبر علی صاحبؓ اپنے بچپن کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”شرف ملاقات حضور سے 1906ء میں ہوا۔ میرے والد صاحب مولوی محمد علی لاہوری نے 1895ء میں بیعت کی تھی۔ میرے والد صاحب نے زمیندارہ کام چھوڑ کر جامع مسجد انبالہ کی امامت اختیار کی..... جب ان کو دعوے کا علم ہوا تو آپ دو چار مریدوں کے ساتھ قادیان آئے۔ سب نے سوال و جواب کیے آخر لاجواب ہو کر بیعت کر لی۔ انبالہ جا کر اس بات کا پروپیگنڈا کیا، سخت مخالفت ہوئی، امامت سے علیحدہ کر دیا گیا..... اس کے بعد آپ نے پھر زمیندارہ کام شروع کر دیا اور اب تک زراعت کا کام کرتے ہیں۔ حضرت صاحب کے ساتھ مقدمات میں جاتے رہے ہیں۔

میرے والد نے جب بیعت کر لی تو مجھے مدرسہ احمدیہ میں داخل کر دیا۔ پہلی جماعت میں عبدالحئی صاحب صاحبزادہ حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ اور شیخ محمود احمد صاحب عرفانی میرے ہم جماعت تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بچوں سے ملتے وقت اُن کے سر پر ہاتھ پھیرا کرتے تھے۔ مائی فجو کھانا لایا کرتی تھی۔ حضرت اقدس کے کھانے کا بقیہ ہم سب بچے اُس سے تبرکاً لیا کرتے تھے۔ حضرت صاحب بھینی کی طرف سیر کو جایا کرتے تھے، راستہ میں ہم کھیلتے ہوتے تھے، ہم دوڑ کر آپؑ سے مصافحہ کر لیا کرتے تھے۔ آپؑ اس قدر تیز چلتے تھے کہ ہم بچے آپ کے پیچھے دوڑ کر ہی پکڑتے تھے .... ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ہم نے حضرت صاحب کے ساتھ 6، 7سو آدمی دیکھے۔ سب لوگ حیران تھے کہ کیا قادیان میں اب اس قدر احمدی ہو چکے ہیں.....“

(الحکم 21/جولائی 1935ء صفحہ 4)

تعلیم مکمل کرنے کے بعد کا احوال بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

”میں 1917ء میں ملٹری اکاؤنٹس میں اسسٹنٹ اکاؤنٹنٹ کے طور پر ملازم ہوگیا اور نو سال یہ ملازمت قائم رہی۔ 1926ء میں رخصت لے کر فتنہ ارتداد کے دنوں میں تین ماہ کے لیے اپنے خرچ پر اجمیر، بیادر، آگرہ اور ایٹہ میں تبلیغ کرتا رہا۔ چودھری نبی حسن خاں موضع راوپٹی متصل ضلع ایٹہ کو بیعت کروانے کے لیے قادیان لے گیا۔ وہاں میرے ذریعہ سے بابو نور محمد صاحب مینیجر کاٹن مل بیادر نے بھی بیعت کی.....اس دوران میں ملٹری والوں نے تخفیف میں رکھ کر مجھے فارغ کر دیا چنانچہ ایک سال میں نے اپنے گاؤں میں زراعت کا کام کیا۔ اس کے بعد مجھے کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ میں سب انسپکٹر کی جگہ مل گئی۔ 1935ء میں میں نے امیر علاقہ مکیریاں کے طور پر اس علاقہ میں تبلیغ کی نگرانی کی۔“

(تاریخ احمدیت لاہور از عبدالقادر سوداگر مل صاحب صفحہ 375)

آپ نے دارالرحمت قادیان میں بھی مکان بنوایا۔ فہرست صحابہ قادیان مندرجہ تاریخ احمدیت جلد ہشتم میں آپ کا نام 372 نمبر پر درج ہے۔ آپ سلسلہ احمدیہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ اس کی ایک مثال ملازمت سے رخصت لے کر فتنہ ارتداد کے علاقوں کے لیے اپنے آپ کو وقف کرنا ہے جس کا اوپر ذکر گزرا ہے۔ ایک مرتبہ آپ نے پچاس روپے شعبہ تبلیغ قادیان کو بھجوائے کہ ضلع لاہور اور ضلع گورداسپور کے دو ایسے احمدی دوستوں کو جو ایک سہ ماہی میں دوسرے افراد کے مقابلہ میں بیعتیں کرانے کے لحاظ سے اول آئیں، پچیس پچیس روپے نقد بطور انعام دیے جائیں۔ اس بارہ میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی سیدنا المصلح الموعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے استصواب کیا گیا تو حضور نے نقدی کی صورت میں انعام دینے کو ناپسند کرتے ہوئے اس کی بجائے یہ صورت پسند فرمائی کہ اول رہنے والوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی کتابیں انعام کے طور پر دی جائیں۔“

(الفضل 3/جولائی 1946ء صفحہ 5)

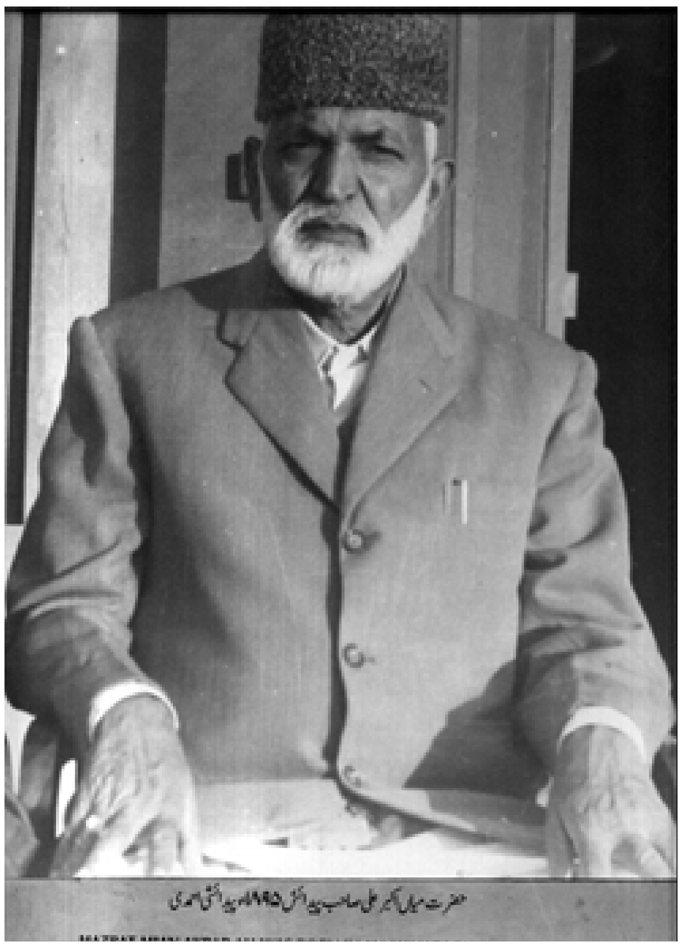

1946ء سے حلقہ پرانی انارکلی لاہور میں بحیثیت پریذیڈنٹ حلقہ خدمت کی توفیق ملی۔ پرانی انارکلی میں آپ کی رہائش نابھہ روڈ پر تھی۔ 1953ء کے فسادات میں لاہور میں آپ کا مکان جلانے کی کوششیں کی گئیں مگر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے آپ کو بال بال بچا لیا۔ 1961ء میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا چندہ تحریک جدید 30 روپے سے 300 روپے اور وقف جدید 20 روپے سے 200 روپے دس گنا بڑھانے کی توفیق بخشی۔ اس کے علاوہ مساجد بیرون پاکستان، دارالذکر لاہور وغیرہ میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق ملی۔

(تاریخ احمدیت لاہور صفحہ 375، 376)

آپ کی شادی حضرت منشی عبدالغنی صاحب اوجلویؓ (وفات: 19/جولائی 1961ء مدفون بہشتی مقبرہ ربوہ) کی بیٹی کے ساتھ ہوئی۔ آپ نے 31/مارچ 1974ء کو وفات پائی اور بوجہ موصی (وصیت نمبر 7393) ہونے کے بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔ اللّٰھم اغفر لہٗ و ارحمہٗ۔

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

سائٹ میں کہاں یہ علمی جواب اور مواد میسر ہے۔ مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والوں سے اور خدا تعالیٰ کے وجود کا انکار کرنے والوں سے ان کی سوچ کے مطابق، ان کے خیالات کے مطابق، ان کے دلائل کے مطابق پھر ہمیں دلیلیں دینی ہوں گی۔

پھر حکمت کے معنی یہ بھی ہیں کہ پختہ اور پکّی بات ہو۔ ایسی دلیل ہو جو خود مضبوط ہو، نہ کہ اس دلیل کو ثابت کرنے کے لئے ہمیں اَور دلیلیں دینی پڑیں اور پھر ان کو مزید ثابت کرنا پڑے۔ پس لمبی بحثوں میں پڑنے کی بجائے جائزہ لے کر، اعتراض دیکھ کر پھر ان کو ٹھوس دلیل سے رد کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور یہ بھی پھر شعبہ تبلیغ کا کام ہے کہ اپنے حالات کے مطابق ایسے اعتراض اور ان کے ردّ کی دلیلیں یکجا کر کے، ایک جگہ جمع کر کے پھر جماعتوں کو مہیا کریں تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اعتراضوں کے ردّ کی علمی اور ٹھوس اور پختہ دلیلیں میسر ہو سکیں۔ پھر حکمت کا ایک مطلب عدل بھی ہے۔ اگر بحث ہو رہی ہے تو دوسروں پہ ایسے اعتراض نہیں کرنے چاہئیں جو الٹ کر ہم پر بھی پڑ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تربیت اور لٹریچر کی وجہ سے اور خلفاء کے لٹریچر کی وجہ سے عام طور پر ایسی صورت نہیں ہوتی۔ لیکن عام دوسرے مسلمان جو ہیں یا دوسرے مذاہب کے لوگ جو ہیں ان میں یہ بات نظر آ جاتی ہے۔ مسلمان جو ہمارے خلاف ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایسے اعتراض کر دیتے ہیں جو باقی انبیاء پر بھی پڑ سکتے ہیں۔ بعض بڑے بڑے لوگ ہیں جو اپنے زعم میں اپنے آپ کو عالم سمجھتے ہیں وہ ایسے اعتراض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کرتے ہیں جو دوسرے انبیاء پر بھی پڑتے ہیں۔ پس اس بارے میں بھی شعبہ تبلیغ کو یہ اعتراض اور جواب اکٹھے کرنے چاہئیں اور جماعتوں کو مہیا کرنے چاہئیں اور یہ باتیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے ہو رہی ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر وہ اعتراض کئے جاتے ہیں جو دوسروں پر بھی پڑ رہے ہیں۔ ان کے اپنے دین پر بھی پڑ رہے ہیں اور اس وقت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ان اعتراضات کے جواب ان پر الٹائے ہیں۔ انہی کے لٹریچر سے یا انہی کے صحیفوں سے غیر مذہبوں کو یا مسلمانوں کو بھی بتایا کہ تم جو اعتراض کرتے ہو وہ اصل میں اعتراض نہیں۔ یہ اعتراض تو کافروں کی طرف سے اسلام پر بھی اس طرح ہی کئے گئے تھے۔

شعبہ تبلیغ کو جیسا کہ مَیں نے کہا چند ایسے اعتراض بھی چھوٹے پمفلٹ کی صورت میں شائع کر کے جماعتوں کو مہیا کرنے چاہئیں۔ اگر زیادہ سے زیادہ لوگوں کو تبلیغ کے کام میں لگانا ہے تو یہ محنت اس شعبہ کو کرنی پڑے گی۔ خرچ بھی کرنا پڑے گا۔

(خطبۂ جمعہ فرمودہ 08 ستمبر 2017ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

منور علی شاہد (جرمنی)

ایمیزون کا جنگل

جو حقیقت میں پراسراریت کا معمہ ہے

ایمیزون جنگل کے نام سے آج سبھی واقف ہیں۔ اس کے بارے میں لوگ کچھ نہ کچھ پڑھتے رہتے ہیں۔ کبھی سرسری طور پر اور کبھی دلچسپی کے ساتھ۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کے اندر چھپی سنسنی خیزی سے بھرپور خبریں آئے دن منظر عام پر آتی رہتی ہیں لیکن اس کے باوجود ایمیزون جنگل کی پراسراریت میں کوئی کمی نہیں آئی۔ آج بھی یہ جنگل روئے زمین کا سب سے خوفناک جنگل ہونے کا درجہ رکھتا ہے جس کے اندر راز اور اسرار چھپے ہوئے ہیں۔ ایمیزون کے جنگل کو اگر قدرتی عجوبہ قرار دیا جائے تو کچھ غلط نہ ہوگا۔ کیڑے مکوڑوں، پرندوں، چرندوں، جانوروں کی ایسی ہزاروں مخلوق موجود ہیں جن کو ابھی تک کوئی نام نہیں دیا جاسکا۔ ایمیزون کے جنگل میں آج بھی وحشی اور انسان خور قبائل موجود ہیں جو انسانوں کو کھاتے ہیں۔ جنگل میں موجود ان قبائل کی تعداد 400 بتائی جاتی ہے جن کی کل آبادی چالیس لاکھ سے زائد ہے۔ جب سورج پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا ہو تو تب بھی ایمیزون کے جنگل کا بڑا حصہ اس قدر تاریکی میں ڈوبا ہوتا ہے کہ ٹارچ کے ساتھ آپ کو زمین دیکھنی پڑتی ہے۔ جنگل کے کچھ حصے اس قدر گھنے ہوتے ہیں کہ اگر ایک انسان جنگل کے ایک حصہ میں کھڑا ہو اور بارش شروع ہو جائے تو اس تک بارش کے قطرے دس سے پندرہ منٹ تک پہنچیں گے، ایمیزون کے جنگل بارے بہت کچھ جاننے کی کوششیں جاری ہیں اور بہت کچھ جانا بھی جاچکا ہے لیکن کل جنگل کے دس فیصد حصہ تک ہی رسائی ممکن ہوسکی ہے۔ ایمیزون جنگل کے بارے میں سائنس اور دیگر ذرائع کی تحقیق کے بعد جو اعداد و شمار اور حقائق منظر عام پر آئے ہیں اس سے اس جنگل کے خوفناک ہونے پر کسی قسم کا کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔ اس علاقے کو ایمیزونیا بھی کہا جاتا ہے۔

ایمیزون جنگل شمالی اور جنوبی امریکہ کے علاقوں کی طرف کا ایک

غیر معمولی بڑا جنگلاتی علاقہ ہے جو دریائے ایمیزون کو بھی عبور کرتا ہے اور کہیں اس کے ساتھ ساتھ سینکڑوں میل تک آباد ہے۔ ایمیزون دریا پانی کے لحاظ سے دنیا کا سب سے لمبا دریا ہے جس کی کل لمبائی 7 ہزار کلومیٹر ہے اور اس کی عمر کا تخمینہ 11 ملین سال تک کا لگایا گیا ہے اور اس کی ابتداء جنوبی امریکہ کے 12 لاکھ سال پرانے پہاڑوں سے ہوتی ہے جو پھر نہ جانے کہاں کہاں سے گزرتا ہوا کہیں سے کہیں پہنچتا ہے۔ تاریخ میں اس دریا کے اندر عجیب و غریب جانوروں اور مچھلیوں کی خبریں موجود ہیں جن کی شناخت ابھی تک ممکن نہیں ہوسکی۔ ایک گلابی ڈالفن کے بارے میں سائنس دانوں نے کہا تھا کہ یہ ایک نایاب ڈالفن ہے جو ایمیزون دریا کے گہرے پانی میں رہتی ہے۔ ایمیزون کا جنگل دنیا کے 9 ممالک کی حدود میں واقع ہے۔ گویا اس جنگل کی حدود میں 9 ممالک آتے ہیں۔ ان ممالک میں برازیل، فرانسیسی گیانا، ایکواڈور، گیانا، کولمبیا، ونزویلا، بولیویا، پیرو اور سرینام کے کچھ حصے شامل ہیں۔ ایمزون جنگل کا بہت بڑا حصہ برازیل میں واقع ہے جو پچاس فیصد سے زائد ہے۔ وسطیٰ ایمیزون میں درجہ حرارت 30 ڈگری سینٹی گریڈ تک رہتا ہے جبکہ ایمیزون کے مغربی حصہ میں درجہ حرارت 25 ڈگری سینٹی گریڈ تک رہتا ہے۔ وکی پیڈیا کے مطابق ایمیزون جنگل کا رقبہ 2,510,000 مربع میل ہے جو کہ آسٹریلیا کے رقبہ کے تقریباً برابر ہے۔ دنیا کی زندہ حیات کا نصف اسی جنگل میں پایا جاتا ہے۔ ایمیزون جنگل کے بارے میں مہم جوؤں اور دیگر ماہر حیاتیات کی کچھ مستند لیکن انتہائی حیرت انگیز حقائق مختلف تحقیقی رپورٹوں کی روشنی میں سامنے آئے ہیں جو پڑھنے کے لائق ہیں۔ ان کے مطابق ایمزون ایک یونانی لفظ ہے جس کا مطلب ’’لڑاکو عورت‘‘

ہے۔ یہ جنگل ساڑھے پانچ کروڑ سال پرانا ہے۔ زمین کی 20 فیصد آکسیجن اسی جنگل کے درخت اور پودے پیدا کرتے ہیں۔ دنیا کے چالیس فیصد جانور، پرند، چرند، حشرات العرض ایمزون میں پائے جاتے ہیں۔ کیڑے مکوڑوں کی 25 لاکھ سے زائد اقسام، پرندوں کی 1500 اور دریا، ندیوں میں مچھلیوں کی دو ہزار سے زائد اقسام یہاں پائی جاتی ہیں۔ ایسے زہریلے حشرات العرض یہاں پائے جاتے ہیں کہ کاٹ لینے کی صورت میں چند منٹوں میں انسان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ ایمیزون جنگل کی سب سے خوفناک بات وہاں کی جانور خور مکڑیاں ہیں جو اتنی بڑی اور طاقتور ہوتی ہیں کہ پرندوں کو موقع ملتے ہی دبوچ کر ہلاک کر دیتی ہیں۔ جانوروں کو سورج کی دھوپ لینے کے لئے اونچے اونچے درختوں پر چڑھنا پڑھتا ہے۔ بندر خاص طور پر ایسا کرتے ہیں۔ وہاں 9 میٹر سے زائد لمبے سانپ تو عام پائے جاتے ہیں جو اپنی ہیبت اور شکل سے ہی جان لیوا دکھائی دیتے ہیں۔ 1922ء میں وکٹر ہائنٹس نامی پادری جب دریا ایمیزون کی طرف گیا تو اس نے دریا میں تیرتے ایسے سانپ کو دیکھا جس کی آنکھیں اتنی بڑی تھیں کہ بوٹ کی روشنیوں کی مانند لگتی تھیں۔

ایمیزون کے جنگلات میں درجنوں مہم جو گئے لیکن واپس نہیں لوٹے اور آج تک یہ پتہ نہیں چل سکا کہ ان کے ساتھ کیا ہوا۔ آیا وہ درندوں کے ہاتھ لگے یا انسان خور وحشی قبائلیوں کی خوراک بن گئے۔ 2009ء میں سی این این کی ایک خبر نے سنسنی پھیلا دی جس کے مطابق برازیل کے ایک قبیلہ ’’کولینا‘‘ نے ایک انیس سالہ نوجوان کو اغوا کیا اور اس کے ٹکڑے کر کے اس کا کھا لیا گیا۔

وہ قبیلہ پیرو کی سرحد کے قریب رہتا تھا۔ مقامی پولیس لڑکے کے اہل خانہ کے ساتھ اندر ان تک پہنچی تو وہاں اس کی کھوپڑی کو لٹکا دیکھ کر ان کے اوسان خطا ہو گئے اور الٹے پاؤں واپس لوٹ گئے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ پولیس کو ایسے قبائل تک پہنچنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ اسی طرح برازیل کا قانون بھی پولیس کو ایسے قبائلیوں تک پہنچنے کی اجازت نہیں دیتا۔ پیرو ملک کے ایمیزون جنگل کے ایک علاقہ میں ایک دریا بہتا ہے جو اتنا گرم ہے کہ اندر گرنے والا منٹوں ہی میں پانی میں گھل جاتا ہے۔ ابلتے پانی کی بھاپ ہمیشہ دریا کے کناروں پر بہتی رہتی ہے۔ مقامی لوگ اس کو روحانی پانی مانتے ہوئے اس کے ارد گرد مختلف عبادتیں کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ایمیزون کے جنگل میں اب بھی ایسے قبائل موجود ہیں جو جدید زندگی سے خود کو دور رکھتے ہیں اور ماضی کی طرح اپنے آباؤ اجداد کی طرح رہنا پسند کرتے ہیں۔ اسی لئے وہ جنگل سے باہر کے لوگوں سے رابطہ کرنا بھی پسند نہیں کرتے۔ ایسے قبائل کی بڑی تعداد ایمیزون جنگل کے وسط میں رہتی ہے۔ سائنس دانوں کی تحقیق کے مطابق ایسے الگ تھلگ رہنے والے قبائل کی تعداد 50 ہے۔ ایمیزون جنگل میں 180 کے قریب مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں۔ جون اور اگست کے مہینوں میں ایمیزون جنگل کے کچھ قبائل کوارپ نامی جشن مناتے ہیں۔ اس موقع پر ہر قبیلہ اپنے رواج کے مطابق رقص، کھانا اور رسومات پیش کرتا ہے۔ اجنبی صرف قبائل کے راہنماؤں کی اجازت سے ہی ان کو دیکھ سکتے ہیں۔ ان قبائل کے آس پاس بڑی تعداد میں ایسے قبائل بھی آباد ہیں جن کا جدید دنیا سے رابطے ہیں۔

ایمیزون کے جنگل میں انسانی فلاح اور صحت کے ایسے ایسے خزانے موجود ہیں جن کو ابھی تک دریافت نہیں کیا جاسکا اور یہ خزانہ پودوں، جڑی بوٹیوں اور دیگر نایاب نباتات کی شکل میں موجود ہے۔ یہ درخت اور پودے جو کاربن ڈائی آکسائیڈ کو ہوا میں سے صاف کرتے ہیں۔ جہاں تک رسائی ممکن ہوئی ہے وہاں جڑی بوٹیوں، نباتات اور پودوں سے انسانی بیماریوں کے علاج اور مختلف تحقیقوں میں زبردست کام لیا جا رہا ہے اور بہت سی کارآمد دوائیں انہی

پودوں، جڑی بوٹیوں کی بدولت تیار ہوئیں ہیں ان میں درد کی انتہائی معروف و مقبول گولی اسپرین قابل ذکر ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق ایمیزون کے گھنے ترین جنگلات میں درختوں اور پودوں کی 40 ہزار اقسام موجود ہیں۔ اس لحاظ سے دیکھا اور سوچا جائے تو ایمیزون کا جنگل ایک قدرتی خزانہ کی طرح بھی ہے جو مستقبل میں انسانی فلاح میں انتہائی مددگار ثابت ہوسکتا ہے۔

انسانی ہاتھوں کے قدیم عجائبات کی طرح اس قدرتی عجوبہ نے بھی دنیا بھر کے سائنس دانوں اور ماہر حیاتیات اور آثار قدیمہ کو تحقیق میں مصروف کر رکھا ہے، ایمیزون کے گھنے جنگلوں میں بڑے بڑے سائز کے گول پتھروں کو وہاں دیکھا گیا ہے، وہ قدرتی طور پر گول نہیں ہیں بلکہ ان کو بنایا گیا ہے، خبروں اور عالمی جریدوں میں شائع ہونے والے مضامین کے مطابق آثار قدیمہ کے ماہرین ابھی تک یہ نہیں جان سکے کہ یہ بڑے گول پتھر کیوں اور کیسے بنائے گئے تھے، ان کا قطر 2.5 میٹر ہے، مختلف مضامین میں ان کو ”جنگل کی گیندیں“ کہا گیا ہے اور ان کی تعمیر ابھی تک سائنس دانوں کو ورطہ حیرت میں ڈالے ہوئے ہے۔

اسی طرح کا ایک حیرت کا جھٹکا سائنس دانوں اور آثار قدیمہ کو 2012 میں اس وقت لگا تھا جب ایکواڈور کے ایمیزون کے جنگلوں میں سے ایک ”گمشدہ شہر“ دریافت ہوا تھا جس کو بعد میں ”جنات کا شہر“ کا نام دیا گیا تھا، کیونکہ وہاں

موجود ہر چیز انسانی ہاتھوں کی بنی تھی لیکن کیسے بنی تھی، اس پر انسانی عقل دنگ رہ گئی تھی کیونکہ وہاں ہر چیز بڑے پیمانہ کی تیار کردہ تھی، وہاں ایک بہت بڑا اہرام بھی موجود تھا جس کی اونچائی 78 میٹر تھی، اس شہر کی تعمیر میں جتنے بڑے سائز کے پتھر استعمال ہوئے تھے اس نے بھی سائنس دانوں کو درجہ حیرت میں ڈالا ہوا ہے، اس سائٹ کے مطالعے اور تحقیق سے انکشاف ہوا کہ ان بھاری بھرکم پتھروں کو کہیں بہت دور سے لایا گیا تھا جو خاص قسم کی ٹیکنالوجی کے ذریعہ ہی ممکن تھا اور عام انسانوں کا ان بھاری پتھروں سے اس شہر کو بسانا ممکن ہی نہیں لگتا، ماہرین آثار قدیمہ کا کہنا تھا کہ جن انسانوں نے اس شہر کی تعمیر کی ہے ان کے قد 8 میٹر کے لگ بھگ تھے، یہی وجہ ہے کہ اس شہر کو جنات کا شہر کہا گیا تھا۔

ایمیزون کے اندر کیا کچھ ہے اس بارے بہت کچھ ابھی تک پردے میں ہے۔

ایمیزون کے جنگل بلاشبہ دور حاضر کا سب سے بڑا جنگل ہے جو ہزاروں لاکھوں نباتات، حیوانات، چرند اور پرندوں کو تحفظ دینے کے ساتھ ساتھ انسانوں کو آکسیجن فراہم کرنے اور طبی میدان میں ادویات کی تیاری میں نایاب پودے، درخت اور جڑی بوٹیاں فراہم کرنے میں ایک ”انسان محسن“ کا کردار ادا کر رہا ہے لیکن المیہ یہ ہے کہ وہاں لگنے والی مسلسل آگ اور غیر قانونی طریقوں سے درختوں کی کٹائی، جنگل کی صفائی سے اس عظیم الشان جنگل کو شدید خطرات بھی لاحق ہیں اور اس کے جنگل والے رقبے میں تیزی سے کمی آرہی ہے جو پوری دنیا کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

بقیہ: جامعۃ المبشرین سیرالیون کی سرگرمیاں ...... از صفحہ 8

طلباء کے ایک گروپ نے حضرت مصلح موعودؓ کی نظم کو نونہالان جماعت مجھے کچھ کہنا ہے پیش کی۔ نظم کے بعد ایک مختصر تقریر عزیزم ارونا کانوئے کی جس میں حضرت مصلح موعودؓ کی خدمات کا مختصر طور پر تذکرہ کیا گیا۔

اس موقع پر طلباء نے صد سالہ جوبلی سے متعلق ایک نظم انگریزی زبان میں پڑھ کر سنائی۔ پروگرام کی آخری تقریر مکرم امیر صاحب نے کی جس میں آپ نے ابتدائی مبلغین کی کوششوں کا ذکر فرمایا اور تبلیغ کے میدان میں ان کی انتھک کوششوں اور قربانیوں کا ذکر کیا اور طلباء کو نصیحت فرمائی کہ وہ اپنے عہد بیعت اور عہد وقف کو بہترین طور پر پورا کرنے والے ہوں۔ پروگرام کا اختتام دعا سے ہوا جس کے بعد نماز مغرب اور عشاء جمع کر کے ادا کی گئیں۔ نمازوں کے بعد طلباء اور مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

سیمینار بعنوان جادو ٹونے اور توہمات کی حقیقت اور بدرسومات سے اجتناب

مورخہ 28 رفروری کو جامعہ احمدیہ کے ہال میں ایک سیمینار کا انعقاد کیا گیا جس کا مقصد جامعہ احمدیہ کے طلباء کو معاشرے میں موجود بعض غیر اسلامی طور اطوار سے متعارف کروانا اور ان سے بچنے کی طرف توجہ دلانا تھا۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز دن گیارہ بجے مکرم مبارک احمد محسن صاحب کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم اور ترجمہ سے ہوا جس کی سعادت عزیزم عثمان سیسے کو حاصل ہوئی۔ عزیزم ابراہیم ایس کرومانے نعت حضرت سید ولد آدم ﷺ پیش کی۔

پروگرام کی پہلی تقریر مکرم مولائی فوراصاحب استاذ جامعہ نے بدرسومات سے متعلق پیش کی اور معاشرے میں شادی بیاہ، پیدائش، نام رکھنے، فوتیدگی اور دیگر مواقع پر ہونے والی بدرسومات کے بارہ میں بیان کیا کہ کس طرح یہ غیر اسلامی ہیں اور ایک مسلمان کو اسلام کی حقیقی تعلیم سے دور لے جارہی ہیں اور ایک مسلمان کے لئے معاشی اور معاشرتی بوجھ ہیں۔ اور اسلام کی سادہ تعلیمات ہی ہمارے مسائل کا حل ہیں۔

پروگرام کی دوسری تقریر مکرم حامد علی بنگورا صاحب نے جادو ٹونے اور توہمات کے بارے میں کی اور بتایا کہ حقیقی مسلمان کا کامل یقین اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے اور یہی ہر کامیابی کی جڑ ہے۔ اور جادو ٹونے اور توہمات انسان کو خدا اور دین سے دور لے جاتے ہیں اور آخر انجام ناکامی اور رسوائی ہوتا ہے۔

پروگرام کے آخر پر مکرم پرنسپل صاحب نے طلباء کو جنات کی حقیقت کے بارہ میں بتایا جس کے بعد طلباء کو سوالات کا موقع دیا گیا۔ دعا کے ساتھ پروگرام کا اختتام ہوا۔

رپورٹ ثمینہ اعجاز اہلیہ اعجاز احمد صاحب ریجنل مبلغ بانفورا

ریجنل اجتماع لجنہ اماء اللہ بانفورا برکینا فاسو کا کامیاب انعقاد

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ برکینا فاسو کو خلافت کے زیر سایہ ترقیات کی منازل طے کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ امسال ریجن بانفورا کی لجنہ نے اپنا ریجنل اجتماع مورخہ 20 اور 21 فروری 2021ء کو منعقد کیا۔

اجتماع کو کامیاب بنانے کے لئے لجنہ کی ٹیم نے دورے کئے۔ لوکل مشنری اور معلمین نے بھی اجتماع کو کامیاب بنانے میں مدد کی۔ مقامی ریڈیو پر بھی اس اجتماع کا اعلان کروایا گیا۔

اس سال اجتماع کے انعقاد کے لئے Yongoloko (ینگولوکو) شہر کا انتخاب کیا گیا۔ یہ ریجنل ہیڈ کوارٹرز سے 45 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ ریجنل صدر صاحبہ لجنہ نے وہاں کا دورہ کیا اور مقامی لجنہ کے ساتھ میٹنگ کر کے اجتماع کا تمام پروگرام ترتیب دیا، مختلف شعبہ جات کی ٹیمیں بنائیں۔

اس ریجنل اجتماع میں نیشنل صدر لجنہ نے بھی اپنے وفد کے ساتھ شرکت کی۔ نیشنل صدر صاحبہ لجنہ اور ریجنل عہدیداران کا وفد جب مقام اجتماع پر پہنچا تو ناصرات احمدیہ اور لجنہ نے اھلاً و سھلاً و مرحبا کہہ کر ان کا والہانہ استقبال کیا۔ نعرہائے تکبیر کی صداؤں سے فضا گونج اٹھی۔

اجتماع کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا بعد ازاں تمام لجنہ نے اپنا عہد دہرایا۔ نظم کے بعد نیشنل صدر صاحبہ لجنہ نے خطاب کیا اور افتتاحی دعا کروائی۔

سب سے پہلے ورزشی مقابلہ جات شروع ہوئے جس میں ناصرات اور لجنہ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ بعد ازاں صدر صاحبہ نے لجنہ کے ساتھ میٹنگ کی اور ایک دوسرے ریجن کے اجتماع میں شرکت کے لئے روانہ ہوگئیں۔

رات کو لجنہ اور ناصرات کے علمی مقابلہ جات کروائے گئے۔ صبح کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد درس ہوا۔

صبح آٹھ بجے ریجنل صدر صاحبہ لجنہ کی زیر صدارت اختتامی تقریب کا آغاز ہوا۔ تلاوت کے بعد تمام لجنہ نے عہد دہرایا۔ پھر صدر صاحبہ نے نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی لجنہ و ناصرات میں انعامات تقسیم کیے۔

اس سال اجتماع کا تمام خرچ لجنہ نے خود اٹھایا تھا اور مرکز سے امداد نہیں لی۔ یہ ایک خوش آئند بات ہے۔ اللہ تعالیٰ آئندہ مزید مالی قربانی کی توفیق عطا فرمائے۔ اجتماع کی کل حاضری 418 لجنہ اور 112 ناصرات سمیت 530 رہی۔

اللہ تعالیٰ جماعت برکینا فاسو کی لجنہ کو مزید ترقیات سے نوازتا چلا جائے۔ آمین

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: عبدالہادی قریشی نمائندہ روزنامہ الفضل لندن آن لائن۔ سیرالیون

جامعۃ المبشرین سیرالیون کی سرگرمیاں

جامعۃ المبشرین سیرالیون میں گزشتہ دنوں ہونے والے پروگراموں کی رپورٹ پیش خدمت ہے۔

جامعۃ المبشرین سیرالیون میں جماعت کے سو سال پورے ہونے کی تقریبات اور جلسہ یوم مصلح موعودؓ

19/ فرروری کادن جماعت احمدیہ سیرالیون کی تاریخ میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔ آج سے سو سال پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت مولانا عبدالرحیم نیر صاحبؓ نائیجیریا جاتے ہوئے راستہ میں 19/ فروری 1921 ءکو سیرالیون اترے اور مسلسل تین دن یہاں تبلیغ کرنے کے بعد آگے روانہ ہوئے۔ یہ دن سیرالیون کے مسلمانوں کے لئے انتہائی خوشی کے دن تھے۔ مولانا عبدالرحیم نیر صاحب نے اس مختصر قیام میں کئی لیکچر دئے اور سرکردہ مسلمان نمائندوں سے ملاقاتیں کیں اور ہر ممکنہ طور پر اسلام احمدیت کا پیغام یہاں کے لوگوں کو پہنچایا۔ اس بابرکت موقع کے سو سال پورے ہونے پر ملک بھر میں تین روزہ صد سالہ جشنِ تشکر کی تقریبات کا اہتمام کیا گیا۔ (سیرالیون میں جماعت کا پیغام بذریعہ لٹریچر تو 1915 ء میں ہی پہنچ گیا تھا اور 1916 ء میں ایک مقامی شخص Pa Musa Gerber نے بذریعہ خط بیعت کی سعادت حاصل کی تھی۔)

جامعۃ المبشرین سیرالیون کو اس موقع پر نہایت سادگی کے ساتھ رنگ و روغن، جھنڈیوں اور روشنیوں سے سجایا گیا۔

جماعت احمدیہ سیرالیون نے اس موقع پر ایک تین روزہ (18, 19 , 20 فروری) پروگرام تجویز کیا تھا۔ پروگرام کے مطابق جملہ طلباء جامعہ نے مورخہ 18 ء فروری کو نفلی روزہ رکھا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھے۔

مورخہ 19 ء فروری بروز جمعہ باجماعت نماز تہجد کا اہتمام کیا گیا۔ اور جامعہ کی طرف سے ایک بکرا صدقہ کیا گیا۔

دن کے وقت جامعہ کے طلباء کے درمیان ایک فٹ بال میچ کا بھی اہتمام

کیا گیا۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد مقامی جماعت بو ریجن کی طرف سے ایک مارچ پاسٹ کا انتظام کیا گیا تھا جس میں جامعہ کے جملہ طلباء اور اساتذہ نے شرکت کی۔ شام کو اساتذہ اور طلباء کے درمیان ایک والی بال میچ ہوا جسے طلباء نے بآسانی جیت لیا۔

مورخہ 20 ء فروری کو نماز تہجد باجماعت ادا کی گئی۔ اسی دن شام کو طلباء نے ناصر احمدیہ سنٹرل مسجد میں ریجنل طور پر ہونے والی صد سالہ تقریبات کے پروگرام میں شرکت کی۔

مورخہ 21 ء فروری کو جامعۃ المبشرین میں یوم مصلح موعودؓ اور صد سالہ تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ تقریب کا باقاعدہ آغاز بعد نماز عصر مکرم محترم مولانا

سعید الرحمن صاحب کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ عزیزم بلال کروما صاحب نے قرآن کریم کی آیات کی تلاوت کی جس کا انگریزی ترجمہ عزیزم حسن نوحا نے پیش کیا۔ عزیزم علی بی کانو اور محمد ییرو نے قصیدہ پیش کیا۔ جس کے بعد عزیزم علی بی کانو نے پیشگوئی مصلح موعود کے اردو الفاظ پڑھ کر سنائے اور اس پیشگوئی کا انگریزی ترجمہ عزیزم محمد عثمان نے پیش کیا۔

عزیزم عثمان سیسے نے صد صالہ جوبلی کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالی کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ جس کے بعد عزیزم حسن نوحا نے سیرالیون میں جماعت کی سو سالہ تاریخ کو مختصر طور پر بیان کیا۔ تقریر کے بعد جامعہ کے بقیہ صفحہ 7 پر

آج کی دعا

رَبِّ اَصۡلِحۡ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ (تذکرہ صفحہ:37)

ترجمہ: اے میرے رب! امت محمدیہ کی اصلاح فرما۔

رَبَّنَا افۡتَحۡ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَ قَوۡمِنَا بِالۡحَقِّ وَ اَنۡتَ خَیۡرُ الۡفٰتِحِیۡنَ (تذکرہ صفحہ:37)

ترجمہ: اے ہمارے ربّ! ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ کردے۔ اور تو سب فیصلہ کرنے والوں میں سے بہتر ہے۔

ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گذشتہ 12، 13 خطبات جمعہ میں موجودہ حالات کے پیشِ نظر دعاؤں کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جماعت کے حق میں آپ کی ساری دعائیں قبول فرمائے اور سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ آمین

آپ فرماتے ہیں:

ان دنوں میں دوبارہ جیسا کہ میں تحریک کر رہا ہوں پاکستان کے احمدیوں کے لیے بھی خاص طور پر دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات کو دور فرمائے۔ ان کی پریشانیوں کو دور فرمائے۔ مخالفین کے ہاتھوں کو ان تک پہنچنے سے روکے اور جن مخالفین کی اصلاح نہیں ہونی اللہ تعالیٰ ان کی پکڑ کے سامان کرے۔ اسیران کی جلد رہائی کے بھی سامان پیدا فرمائے جس میں الجزائر کے اسیران بھی شامل ہیں۔ الجزائر میں بھی کافی مخالفت ہے۔ ان کے لیے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لیے بھی سکون کے سامان پیدا فرمائے۔ خاص طور پر دعاؤں، نوافل اور صدقات پہ زور دیں۔ پاکستان کے عمومی لحاظ سے مجموعی حالات بھی امن کے لحاظ سے ٹھیک نہیں ہیں ان کے لیے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ امن کے حالات وہاں پیدا کرے اور ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے پہ جو لگے ہوئے ہیں اور دہشت گردی اور فتنہ اور فساد ہے اس کو اللہ تعالیٰ جلد ختم کرنے کے سامان پیدا فرمائے۔ وہاں کی انتظامیہ اور حکومت کو بھی عقل دے کہ وہ حقیقی رنگ میں عوام کی خدمت کرنے والے ہوں اور انصاف سے کام لینے والے ہوں۔ اسی طرح دنیا کے عمومی حالات کے بارے میں بھی دعا کریں جو بہت تیزی سے بگڑ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب انسانیت پر رحم فرمائے۔ آمین

(خطبہ جمعہ 8جنوری 2021ء)

مرسلہ: مریم رحمٰن

طلوع وغروب آفتاب

یکم اپریل 2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:57	18:35
مدینہ منورہ	04:55	18:38
قادیان	04:55	18:48
ربوہ	04:35	18:28
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:09	19:36